75307 ـ بچے اور مجنون كے مال ميں زكاۃ كا وجوب

سوال

كيا چھوٹے بچے كے مال ميں زكاۃ فرض ہوتى ہے، حالانكہ وہ مكلف نہيں ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

جمہور علماء كرام كے ہاں چھوٹے بچے اور مجنون كے مال ميں زكاۃ فرض ہے، امام مالك، امام شافعى، امام احمد رحمہم اللہ كا يہى مسلك ہے، اور انہوں نے مندرجہ ذيل دلائل سے استدلال كيا ہے:

1 ـ اللہ سبحانہ وتعالى كا فرمان ہے:

ان كے مال ميں سے صدقہ لے ليجئے، جس كے ذريعہ سے آپ ان كے مالوں كو پاك صاف كرديں التوبۃ (103).

لہذا مال ميں زكاۃ واجب ہے، اور يہ مالى عبادت ہے جب اس كى شروط پائى جائيں تو يہ فرض ہو جاتى ہے، مثلا نصاب اور سال پورا ہو جانا.

2 ـ جب رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے معاذ بن جبل رضى اللہ تعالى عنہ كو يمن روانہ كيا تو انہيں فرمايا:

" تم انہيں يہ بتاؤ كہ اللہ تعالى نے ان كے مال ميں زكاۃ فرض كى ہے، جو ان كے مالدار اور غنى لوگوں سے لے كر ان كے فقراء اورمساكين كو لوٹائى جائے گى "

صحيح بخارى حديث نمبر (1395).

تو نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے مالدار اور غنى كے مال ميں زكاۃ فرض كى، اور يہ اپنے عموم كے اعتبار سے چھوٹے بچے اور مجنون اس ميں شامل ہيں، اگر ان كے پاس مال ہو تو زكاۃ فرض ہو گى.

3 ـ امام ترمذى رحمہ اللہ تعالى نے عمر بن شعيب عن ابيہ عن جدہ سے روايت كيا ہے كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے لوگوں سے خطاب كيا اور فرمايا:

" خبردار! جو کوئی بھی کسی یتیم کی پرورش کا ذمہ دار بنے اور اس یتیم کا مال ہو تو اسے اس مال کے ساتھ تجارت کرنی چاہیے، تا کہ اسے زکاۃ ہی نہ ختم کھا جائے"

سنن ترمذی حدیث نمبر (641) یہ حدیث ضعیف ہے، امام نووی رحمہ اللہ تعالی نے اسے المجموع (5 / 301) میں اور علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے ضعیف ترمذی میں اسے ضعیف قرار دیا ہے.

اور یہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے قول سے ثابت ہے، اسے عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے البیھقی (4 / 178) میں روایت کیا ہے، اور اس کی سند کو صحیح کہا ہے، اور امام نووی رحمہ اللہ تعالی نے المجموع میں ان کی تصحیح کا اقرار کیا ہے.

4 - اور اسی طرح یہ علی اور ابن عمر، اور عائشہ، اور حسن بن علی، اور جابر رضی اللہ تعالی عنہم سے بھی مروی ہے.

اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کا مسلك ہے کہ بچے کے مال میں زکاۃ واجب نہیں، جیسا کہ اس پر باقی ساری عبادات واجب نہیں ہیں؛ مثلا نماز روزہ، لیکن انہوں نے اس پر فطرانہ اور کھیت کی زکاۃ واجب کی ہے.

اور جمہور علماء کرام رحمہم اللہ تعالی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ:

بچے پر نماز اور روزہ اس لیے فرض نہیں کہ یہ بدنی عبادات ہیں، اور بچے کا بدن اس کا متحمل نہیں ہے، لیکن زکاۃ مالی حق ہے، اورمالی حقوق بچے پر واجب ہیں، جیسا کہ اگر انسان کا مال ضائع ہو جائے تو اس کے مال میں سے اس کا نقصان پورا کرنا ہوگا، اور جیسا کہ رشتہ داروں کے نفقہ کی طرح اگر اس کی شروط پوری ہوں تو ان پر نفقہ کرنا واجب ہے.

اور ان کا یہ بھی کہنا ہے:

بچے پر فطرانہ اور کھیتی کی زکاۃ اور باقی سارے مال مثلا سونا، چاندی اورنقدی کی زکاۃ کے وجوب میں کوئی فرق نہیں، جیسے اس پر کھیتی میں زکاۃ واجب ہے اسی طرح اس کے سارے اموال میں زکاۃ واجب ہے اورکوئی فرق نہیں.

اور چھوٹے بچے اور مجنون کا ولی ان دونوں کے مال سے زکاۃ نکالنے کا ذمہ دار ہے، اور وہ اس سلسلے میں بچے کی بلوغت کا انتظار نہیں کرےگا.

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالی " المغنی " میں کہتے ہیں:

" جب یہ مقرر ہو چکا تو ۔ یعنی بچے اور مجنون کے مال میں زکاۃ واجب ہونا ۔ تو بچے اور مجنون کا ولی ان دونوں کے مال سے زکاۃ ادا کرے گا؛ کیونکہ زکاۃ فرض ہے اور اس کا ادا کرنا واجب ہے، جس طرح بالغ کی زکاۃ ادا کرنا واجب ہے، اور اس پر زکاۃ کی ادائیگی میں اس کا ولی بچے اور مجنون کا قائمقام ہو گا، اور اس لیے بھی کہ یہ مجنون اور بچے پر واجب حق ہے، تو ولی کے ذمہ ہے کہ وہ ان دونوں کی طرف سے زکاۃ ادا کرے، جس طرح رشتہ داروں کا نفقہ ہوتا ہے. انتہی

اور امام نووی رحمہ اللہ تعالی المجموع میں کہتے ہیں:

ہمارے نزدیك بچے اور مجنون کے مال میں بغیر کسی اختلاف کے زکاۃ واجب ہے، اور ان دونوں کے مال سے ولی کو زکاۃ ادا کرنی واجب ہے، جیسے ان دونوں کے مال سے تلف شدہ کا نقصان پورا کیا جاتا ہے، اور رشتہ داروں کا نفقہ دیا جاتا اور اس کے علاوہ ان کے دوسرے حقوق پورے کیے جاتے ہیں.

اگر ولی زکاۃ نہیں نکالتا تو بچے اور مجنون پر بلوغت اور عقل حاصل ہونے کے بعد پچھلی زکاۃ ادا کرنا ہوگی؛ کیونکہ یہ ان کے مال کا حق ہے، لیکن اس کے ولی نے اس کی ادائیگی میں تاخیر کر کے معصیت و نافرمانی کا ارتکاب کیا ہے، لہذا جو ان کے ذمہ ہے وہ ساقط نہیں ہو گا" انتہی

دیکھیں: المجموع (5 / 302).

ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ: بچے پر زکاۃ فرض ہے، لیکن وہ اس کی ادائیگی بلوغت کے بعد کرے گا، اور یہ دونوں روایتیں ضعیف ہیں، صحیح ثابت نہیں.

انہیں امام نووی رحمہ اللہ تعالی نے المجموع (5 / 301) میں ضعیف قرار دی ہے.

شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالی سے مندرجہ ذیل سوال دریافت کیا گیا:

ایك شخص فوت ہو گیا اور اس نے اپنے پیچھے مال اور یتیم بچے سوگوار چھوڑے، تو کیا اس مال میں زکاۃ واجب ہو گی ؟

اور اگر اس میں زکاۃ واجب ہے تو اس کی ادائیگی کون کرے گا ؟

تو شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا:

" یتیم بچوں کے مال میں زکاۃ واجب ہے چاہے وہ نقدی ہو یا تجارتی سامان، اور چوپائے اور غلہ و پھل جن میں زکاۃ واجب ہوتی ہے، اور یتمیم کے ولی کو چاہیے کہ وہ اس کے مال سے وقت پر زکاۃ نکالے... اور یتیم کے والد کے

فوت ہونے سے ایک سال شمار کیا جائے گا، کیونکہ اس کی موت سے وہ مال یتیم کی ملکیت میں آیا ہے.

اللہ تعالی ہی توفیق بخشنے والا ہے. انتہی

دیکھیں: فتاوی ابن باز (14 / 240).

اور مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کرام سے مندرجہ ذیل سوال کیا گیا:

کیا یتیموں اور مجنونوں کے مال میں زکاۃ واجب ہے ؟

تو کمیٹی کے علماء کا جواب تھا:

" یتیموں اور مجنونوں کے مال میں زکاۃ واجب ہے، علی، ابن عمر، جابر بن عبد اللہ، عائشہ، حسن بن علی رضی اللہ تعالی عنہم کا یہی قول ہے، اسے ابن منذر رحمہ اللہ تعالی نے بیان کیا ہے.

اور ولی کے ذمہ یہ زکاۃ نکالنی واجب ہے، ان کے اموال میں زکاۃ واجب ہونے کی دلیل کتاب و سنت میں زکاۃ کے دلائل کا عموم ہے.

اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ کو یمن کی طرف روانہ کیا تو انہیں بتایا کہ وہ وہاں کے لوگوں کو کیا کہیں گے:

" تم نے انہیں یہ بتانا ہے کہ ان پر زکاۃ ہے جو ان کے مالدار لوگوں سے لے کے ان کے فقراء میں تقسیم کي جائے گی"

اسے محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے.

اور " الاغنیاء " کے الفاظ چھوٹے اور مجنون کو بھی شامل ہے، جس طرح فقراء کا لفظ چھوٹے اور مجنون کو شامل ہے.

امام شافعی رحمہ اللہ تعالی نے اپنی مسند میں یوسف بن ماہك سے بیان کیا ہے کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" یتیموں کے مال میں کوشش کرو، کہ کہیں اسے زکاۃ ہی ختم نہ کر دے"

یہ روایت مرسل ہے.

اور امام مالك رحمہ اللہ تعالى نے موطا ميں روايت كيا ہے كہ ان تك پہنچا ہے كہ عمر بن خطاب رضى اللہ تعالى عنہ كا قول ہے:

" يتيموں كے مال كے ساتھ تجارت كرو، تا كہ اسے زكاۃ ختم نہ كردے"

عمر رضى اللہ تعالى عنہ نے لوگوں كو كہا اور انہيں اس كا حكم ديا تھا اور يہ اس بات كى دليل ہے كہ يہ حكم تھا اور اس پر لوگ عمل كرتے تھے، اور اس كے جواز پر اتفاق ہے.

اور امام مالك رحمہ اللہ تعالى نے موطا ميں عبد الرحمن بن قاسم عن ابيہ سے بيان كيا ہے وہ كہتے ہيں كہ:

عائشہ رضى اللہ تعالى ميرى اور ميرے بھائى كي ولى تھيں ہم دو يتيم ان كى پرورش ميں تھے اور وہ ہمارے مال ميں سے زكاۃ ادا كيا كرتى تھيں " انتہى

ديكھيں: فتاوى اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلميۃ والافتاء (9 / 410).

اور شيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ تعالى نے بھى بچے اور مجنون كے مال ميں زكاۃ كے وجوب كا قول اختيار كيا ہے.

ديكھيں: الشرح الممتع (6 / 14).

واللہ اعلم .